بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وبعد

دعوت وتبلیغ کے نام سے ٹونگی میدان میں پیش آمدہ المناک سانحہ کی پس منظر:

یکم دسمبر ۲۰۱۸ بروز سنیچر دارالحکومت ڈھاکہ کے علاقہ ٹونگی کے عالمی تبلیغی اجتماع کے میدان میں جو انتہائی افسوسناک اور قابل مذمت دہشت گردی کا واقعہ پیش آیا، وہ پوری امتِ مسلمہ بالخصوص دعوت وتبلیغ کے عظیم دینی کام کی تاریخ میں بدنما داغ اور المناک وشرمناک حادثہ کے طور پر ہمیشہ یاد رکھا جائیگا، دین کے نام لیواؤں کے ہاتھوں ہونے والے خونریزی کے اس واقعہ نے ملک وملت اور دین اسلام کو جو بے پناہ نقصان پہنچایا، اسے بیان کرتے ہوئے یقینا جگر پاش پاش ہو جاتا ہے، اس دن دعوت و تبلیغ کے عضو شوری مولانا سعد صاحب کاندھلوی کے نام لیوا اطاعتی گروپ نے تبلیغ کے اکابر ثلاثہ (حضرت مولا محمد نا الیاس رحمۃ اللہ حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ اور حضرت جی مولا محمد نا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ) کے صحیح اصول و منہج اور علماء دیوبند کی نگرانی میں دعوت و تبلیغ کے کام کرنے والے احباب پر منظم سازش اور منصوبہ بندی کے تحت لاٹھی، ڈانڈوں، پتھروں سے ایسے قاتلانہ حملہ کیا کہ ہزاروں کی تعداد میں بری طرح زخمی ہوئے کہ کسی کا ہاتھ ٹوٹا، کسی کا پیر، کسی کا سر پھاٹا، پورا جسم لہولہان ہوا اور بیہوش ہو کر گر پڑے پھر ان پر لاٹھیاں برسائی گئیں جس سے بعض افراد خون میں لت پت ہو کر موت وحیات کی کشمکش میں سسکیاں لے رہے تھے اور مدارس کے شفاخانہ اور ڈھاکہ کے ہسپتالوں میں ایک ہازاروں کے قریب اب تک زیر علاج ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

تاریخ دانوں کا تبصرہ ہے کہ بنگلہ دیش کی پوری تاریخ میں دینی حلقوں کے اندر اس سے پہلے ایسا سانحہ کبھی پیش نہیں آیا، اس حادثہ سے زمین ہل گئی آسمان تھرا گیا عالم انسانیت میں تہلکہ مچ گیا، انسانیت چیخ اٹھی اور قلوب دہل گئے۔

ستم بالائے ستم کی بات یہ ہے کہ ظالم اور مظلوم سب تبلیغی جماعت سے منسلک ہیں، ظالم گروہ مولانا سعد صاحب کے نام لیوا ہیں اور مظلوم حضرات حقیقی جماعت تبلیغ یعنی اکابر ثلاثہ کے نہج پر کام کرنے والے ہیں، فرق یہ ہے کہ ظالم گروپ میں ننانوے فیصد عوام وجہلاء شامل ہیں اور مظلوم احباب جن کے ساتھ ظلم وبربریات کا برتاؤ کیا گیا اکثر افراد اصحاب علم وفضل، ورثۃ الانبیاء اور حاملین علوم نبوت ہیں۔

یوں تو اس المناک واقعہ کے عمومی بیان اور ہر سطح پر اسکے تذکرہ کے کئی منفی پہلو بھی ہیں، لیکن دشمنانِ اسلام کے سازشوں کے شکار لوگ شعوری یا لاشعوری طور پر اس واقعہ کو جس انداز میں سوشل میڈیا میں بیان کر کے پوری دنیا میں پھیلا رہے ہیں اور جھوٹ، فریب، غلط بیانی اور دھوکہ دہی کا سہارا لیکر علماء کرام، طلباء دینی مدارس اور حاملین دین کو جسطرح مسلسل بدنام کر رہے ہیں، اسکے پیش نظر ملک اور بیرون ملک کے بعض احباب کی پر زور فرمائش پر یہ ضرورت شدت کے ساتھ محسوس ہوئی کہ یکم دسمبر ٹونگی کے میدان اجتماع میں پیش آمدہ، افسوسناک، المناک اور شرمناک واقعہ کی صحیح تصویر تحریرا پیش کی جائے تاکہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہو اور یہ مضمون آئندہ کیلئے لائحۂ عمل تیار کرنے میں مددگار ثابت ہو۔

(۱) تبلیغ میں انتشار کی بنیادی وجوہات:

بنگلہ دیش کے ننانوے فیصد علماء کرام جنکی قیادت حضرت شیخ الاسلام علامہ احمد شفیع صاحب مدظلہ صدر وفاق المدارس والھیئۃ العلیاء بنگلہ دیش مہتمم دار العلوم ہاٹہزاری کی شخصیت کر رہی ہیں، ان سب کا موقف مولانا سعد صاحب کے بارے میں بعینہ وہی ہے جسکا اظہار دار العلوم دیوبند کیطرف سے انکے بارے میں کیا گیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ " مولانا سعد صاحب اپنی افکار و نظریات قرآن و سنت اور سیرت رسول اللہ ﷺ کی تشریحات میں جمہور اہل سنت کے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں، جو بلا شبہ گمراہی کا راستہ ہے" انہوں نے اپنی تقریروں میں انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں بے ادبی و گستاخی اپنی فکری انحرافات، تفسیر بالرائے اور احادیث و آثار کی من مانی تشریحات کا اجتہادانہ رویہ اپنایا ہے، لہذا دیگر تمام علماء کرام کیطرح بنگلہ دیش کے علماء کرام بھی ان سے بالکل متفق نہیں ہیں، دار العلوم دیوبند کے علماء کرام کیطرح بنگلہ دیش کے علماء کرام نے بھی مولانا سعد صاحب کو بارہا خطوط و مراسلات کے ذریعہ اس خطرناک رویہ سے باز آنے کیلئے متوجہ کیا ہے، لیکن انہوں نے اسطرف التفات کرنا ضروری خیال نہیں کیا۔

آخرکار انکی طرف سے رجوع در رجوع کے جو چند خطوط دار العلوم دیوبند کو موصول ہوئے، اس کے باوجود مختلف وجوہات کی بنا پر دار العلوم دیوبند نے صرف حضرت موسی علیہ السلام کے واقعہ کی حدتک انکی غلط بیانی سے رجوع پر اطمینان کا اظہار کیا لیکن دیگر باتوں کے بارے میں دار العلوم دیوبند کی تشویش اب بھی ختم نہیں ہوئی، مؤرخہ ۳۱ جنوری ۲۰۱۸ کو دار العلوم دیوبند کی طرف سے جو تحریر "ضروری وضاحت" کے عنوان سے صادر کی گئی، اس میں اس بارے میں واضح موقف تحریری طور پر موجود ہے، بلکہ اس تحریر میں دار العلوم دیوبند نے سخت بے اطمینانی کے ساتھ اس خدشے کا اظہار بھی کیا کہ " مولانا سعد صاحب نے غلط استدلالات، اپنے مخصوص طرز فکر، نصوص شرعیہ کا غلط انطباق اور دوراز کار تاویلات پر مبنی اجتہادات کی بنا پر ایک ایسی نئی جماعت کی تشکیل کا سامان کر رہے ہیں، جو اہل سنت والجماعت سے بالکل مختلف ہو گی"

دعوت و تبلیغ کے بارے میں یہاں کا طرز عمل

ان تبصروں کی بنا پر بنگلہ دیش کے جمہور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ دعوت و تبلیغ کی اس عظیم خدمت و محنت میں مولانا سعد صاحب کی قیادت و امارت دین و ملت کیلئے انتہائی نقصاندہ ہے، جو کسی طور پر بھی قابل تحمل نہیں ہے، اسلئے علماء کرام اور تبلیغ کے کام سے وابستہ حضرات کی مشاورت سے بنگلہ دیش کے بارے میں طئے شدہ موقف یہ ہے کہ چونکہ دعوت و تبلیغ کا عظیم کام سرانجام دینے کیلئے یہاں مستقل شوری اور "امراء فیصل" پہلے سے موجود ہیں، اسلئے یہاں (یعنی بنگلہ دیش) کے دعوت و تبلیغ سے وابستہ حضرات مولانا سعد صاحب کی ماتحتی سے الگ ہو کر یہ عظیم کام حضرت جی مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور

حضرت جی مولانا انعام الحسن ؒ کے اصول ونہج پر انجام دیں گے اور بنگلہ دیش کے علماء کرام کی رہنمائی میں یہاں دعوت و تبلیغ کا کام جاری وساری رہے گا، نیز اس عظیم کام میں علماء کرام کا تعاون انکے شامل حال رہے گا۔

مولانا سعد صاحب کے بارے میں طئے شدہ بات

مولانا سعد صاحب کے بارے میں طئے یہ ہوا کہ جب تک مولانا سعد صاحب اپنے بعض غلط افکار سے مکمل رجوع کر کے دار العلوم دیوبند کو اعتماد میں نہیں لیں گے، نیز مولانا ابراہیم دیولہ صاحب، مولانا یعقوب صاحب وغیرھما کے ساتھ انکا تنازع ختم نہیں ہوگا اس وقت تک بنگلہ دیش میں دعوت کا کام مستقل طور پر علماء کرام کی سرپرستی میں جاری رہیگا اور اس دوران بنگلہ میں مولانا سعد صاحب اور مرکز نظام الدین کا کوئی امور یا تقاضا قبول نہیں کیا جائے گا، اور انکو بنگلہ دیش میں کام کے اندر مداخلت کا حق حاصل نہیں ہوگا، اس فیصلہ پر ملک کے ۹۰ فیصد تبلیغی ساتھی اور کارکنان اور ننانوے فیصد علماء کرام کا اتفاق ہے، اس اجماعی اور متفقہ فیصلے کی وضاحت کیلئے بنگلہ دیش کے علماء کرام اور تبلیغ سے وابستہ اکثر حضرات اکابر نے یہ بھی ضروری خیال کیا کہ ملک بھر کے مختلف ضلعوں میں "وضاحتی جوڑ" کے عنوان سے بڑے بڑے اجتماعات کا انعقاد کیا جائے اور پورے ملک میں مولانا سعد صاحب کے غلط نظریات اور ان سے مخالفت کی وجوہات واضح انداز میں بیان کردی جائیں تاکہ امت میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوسکے اور مولانا سعد صاحب سے مخالفت کی حقیقی اسباب سے لوگ آگاہ ہوں، الحمد للہ ان وضاحتی جوڑوں کا عمومی فائدہ کھلی آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے۔

لیکن یہاں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق بنگلہ دیش میں اہل شوری اور فیصل حضرات کے ذریعے کام کرنے کا جو طریقۂ کار وجود میں آیا تھا، اہل شوری میں سے دو افراد نے جمہور کے اس فیصلے کی مخالفت کرتے ہوئے محاذ آرائی کا راستہ اختیار کیا، واضح رہے کہ یہ دونوں افراد علماء میں سے نہیں ہیں، انہوں نے مولانا سعد صاحب کی اطاعت پر برقرار رہنا اپنے لئے اور دوسروں کیلئے بہر صورت ضروری خیال کیا اور ایسے کچھ لوگ جنکو "جہلاء" کہنا ہی مناسب ہے، انکو ہمنوا بنا کر میدان میں اتر آئے، انکا میشن بنگلہ دیش کے علماء کرام اور دار العلوم دیوبند کی مخالفت کرنا ہی ہے، جسکو وہ عبادت کا درجہ دیتا ہے، یہاں جمہور علماء و مبلغین سے ہٹ کر مولانا سعد صاحب کی امارت کو زبردستی مسلط کرنے والے ان افراد نے اپنے لئے "اطاعتی جماعت" کا عنوان اختیار کیا، اس فرقۂ شاذہ جو اطاعتی گروپ کہلاتا ہے انہوں نے اپنی الگ جماعت تشکیل دے دی، اور ہمارے اندازے کے مطابق مولانا سعد صاحب نے نظام الدین سے مختلف جماعتیں تشکیل دیکر بنگلہ دیش میں بھیجیں اور جمہور علماء دین اور حقیقی تبلیغ والوں کے خلاف باقاعدہ ایک معرکۂ جنگ برپا کردیا، اس باغی گروپ نے اپنی شرارتوں، جھوٹے الزامات اور دار العلوم دیوبند کے موقف کے بارے میں طرح طرح کی افواہیں پھیلانے کے ذریعے جو ناقابل تلافی نقصان پہچایا اسکے نتیجے میں دعوت و تبلیغ کے احباب آج بنگلہ دیش کی سرزمین میں دو گروہوں میں عملا تقسیم ہوکر رہ گئے اور اب اہل حق علماء کرام کے خلاف ایک خطرناک محاذ جنگ قائم ہوگیا۔

(۲) ٹونگی میدان میں جارحانہ حملہ کی بنیادی وجہ:

جنوری ۲۰۱۸ میں منعقدہ گذشتہ عالمی تبلیغی اجتماع میں مولانا سعد صاحب کی شرکت کے سوال پر بنگلہ دیش والے جب مشکلات کا سامنا ہوا تو اس مسئلہ کے حل کیلئے ڈھاکہ کے تبلیغی مرکز "کاکرائیل" کے اصحاب شوری، حکومت کے اعلی عہدیدران اور مشاہیر علماء کرام پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی، تاکہ تینوں نمائندہ اداروں کے ذمہ دار حضرات کی مشترکہ میٹنگ سے فیصلہ کیا جاسکے، چنانچہ ان تینوں اداروں کی مشاورت سے طئے یہ ہوا کہ جنوری ۲۰۱۸ کے عالمی اجتماع کیلئے مولانا سعد صاحب ڈھاکہ نہیں آئیں گے اور اجتماع مولانا سعد صاحب کے بغیر ہی منعقد ہوگا، اور بنگلہ دیش کے ذمہ دران تبلیغ کے زیر انتظام اجتماع کی کاروائیاں انجام پائیں گی، اس فیصلہ پر اس شوری کے تقریبا سبھی حضرات متفق تھے لیکن صرف تین افراد نے اختلاف رائے کیا البتہ انہوں نے اکثریتی فیصلہ پر دستخط کردئے تھے۔

لیکن مقام افسوس ہے کہ ان تینوں افراد نے اگرچہ دستخط کردئے تھے لیکن علماء ومشائخ سمیت تبلیغی احباب کے متفقہ فیصلہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے انہوں نے خفیہ شازس کے تحت اجتماع کے موقع پر مولانا سعد صاحب کو بنگلہ دیش لانے کا انتظام کیا اور عملا لیکر آبھی گئے، ظاہر ہے کہ معاملہ خطرناک صورت اختیار کرچکا تھا اور چاروں طرف علماء، طلباء اور عوام میں اشتعال اور بے چینی کی کیفیت پھیلی ہوئی تھی، اس لئے حکومت نے صورت حال کی سنگینی کا اندازہ لگاکر میٹنگ بلائی، جسمیں تبلیغ کی شوری کے مربی حضرات اور اہل حل وعقد علماء کرام کے نمائندہ گان موجود تھے، میٹنگ میں حالات کا جائزہ لیکر فیصلہ یہ ہوا کہ اگرچہ مولانا سعد صاحب بنگلہ دیش آگئے ہیں لیکن عالمی اجتماع میں انکی شرکت باعث فتنہ وفساد ہوگی، لہذا وہ ایک دن "کاکرائیل مرکز" میں ٹھہر کر واپس چلے جائیں گے اور اجتماع اور بنگلہ دیش کے دعوتی کام میں مداخلت کی کوئی اجازت انکو نہ ہوگی، یہ فیصلہ حالات کا جائزہ لیکر حکومت نے کیا تھا اور علماء کرام تبلیغی احباب نے بھی اسکی تائید کی تھی، اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر مولانا سعد صاحب اس وقت اجتماع میں شرکت کرتے تو خوفناک ہنگامے کا شدید خطرہ تھا، کیونکہ دارالعلوم دیوبند کے فتوی کی وجہ سے ۹۰ فیصد علماء ومبلغین مولانا سعد صاحب کے خلاف ہوچکے تھے، لہذا اس فیصلہ پر کاربند رہنا امت کو فتنہ وفساد اور لڑائی جھگڑے سے بچانے کیلئے ضروری تھا، لیکن مولانا سعد صاحب نے اس ضرورت کا کوئی احساس نہیں کیا اور انہوں نے اجتماعی فیصلے کے علی الرغم مسجد کاکرائیل سے اگلے عالمی اجتماع اور اس سے پہلے ہونے والے "جوڑ" کی تاریخوں کا اعلان اپنے ہمنواں لوگوں کے سامنے کرکے کاکرائیل سے اپنے وطن واپس ہوگئے۔ ہماری دانست کے مطابق مولانا سعد صاحب نے فیصلہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اگلے سال کے جوڑ اور اجتماع کی تاریخوں کا جو اعلان کیا اور بنگلہ دیش میں مرتب نظام کے تحت جاری تبلیغی کام میں جو مداخلت کی اسکے نتیجے میں انکے متبعین افراد نے "اطاعتی جماعت" کے نام سے بنگلہ دیش میں ایک نیا فرقہ جنم دیا ہے، جس نے پورے ملک کے طول وعرض میں حضرات علماء کرام کے خلاف ایک خطرناک محاذ جنگ کی فضاء تیار کی ہے اور یہاں تبلیغی کام کے قومی اور اجتماعی دھارے سے الگ ہوکر ایک نئے گروپ کی شکل اختیار کرلی ہے، بات یہ ہے کہ بنگلہ دیش کے مرکز تبلیغ

کے اکثر اہل شوری اور ملک کے تقریبا ۹۹ فیصد علماء کرام حضرت مولانا محمد الیاس ؒحضرت مولانا محمد یوسف ؒاور حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحب ؒکے اصول اور منہج کے مطابق قرآن و سنت کی روشنی میں دعوت و تبلیغ کا کام ملک بھر میں سرانجام دے رہے ہیں اور علماء دیوبند کے موقف سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے مولانا سعد صاحب کی امارت و قیادت کو تسلیم نہ کرنے اور بنگلہ دیش میں دعوت و تبلیغ کے کام میں انکی طرف سے کسی قسم کی مداخلت نہ کرنے کا اصولی فیصلہ کر چکے ہیں، جبکہ چند غیر عالم تبلیغی کارکنان جن میں بھائی واصف الاسلام اور بھائی شہاب الدین نسیم سرفہرست ہیں، انہوں نے جمہور تبلیغی حضرات اور علماء دین کی سخت مخالفت کرتے ہوئے مولانا سعد صاحب کی ہمنوائی میں امت کو اہل حق کے خلاف برانگیختہ کرنے کی سازش میں ہمہ تن کوشاں نظر آتے ہیں۔

اس سلسلے میں بنگلہ دیش کی دعوت کے احباب کا موقف یہ ہے کہ شورائیت اور امارت کا اختلاف تو ہندوستان کے نظام الدین میں کھڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے آپس میں اختلاف ہو کر اکابرین تبلیغ کا ایک بڑا حصہ مولانا سعد صاحب کی وجہ ہے وہاں سے نکل جانے پر مجبور ہوئے اور پوری دنیاں میں تبلیغ دو حصوں میں بٹ چکی، مگر بنگلہ دیش میں تو اصحاب شوری اور علماء کرام کا متفقہ فیصلہ یہ ہو چکا ہے (جیسا کہ اوپر تفصیل آچکی ہے) جبتک نظام الدین کا اختلاف حل نہ ہو جائے اس وقت تک بنگلہ دیش میں تبلیغ کا کام مرکز "کاکرائیل" کے اصحاب شوری کی مشاورت کے ذریعے چلتا رہے گا، اجتماع اور جوڑ سمیت تمام امور کے فیصلے یہاں کے مقامی اہل شوری کے فیصلوں کے مطابق ہوں گے، چونکہ مولانا سعد صاحب کی شخصیت متنازعہ بن چکی ہے، اس لئے ان کے غلط افکار و نظریات کو بنگلہ دیش لاکر یہاں فتنے کھڑے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ماشاء اللہ دعوت و تبلیغ کی سو (۱۰۰) سالہ محنتوں کا اصول اور منہج معروف و متداول ہے، بزرگوں کے اصول اور منشاء کے مطابق اس عظیم کام کو چلانے کیلئے بنگلہ دیش ہی کے اصحاب شوری کافی ہیں، ملک کو انتشار اور خلفشار سے بچانے کیلئے اگر مولانا سعد صاحب کی فرمائش یہاں نافذ کرنے سے گریز کیا جائے تو اس میں حرج کی کوئی بات نہیں ہونی چاہیئے، دعوت و تبلیغ کا کام بحسن وخوبی یہاں سرانجام دینے کا یہی مامون و محفوظ طریقہ ہے۔

مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ مولانا سعد صاحب کے نام لیوا "اطاعتی جماعت" کہلانے والا فرقہ اس معتدلانہ موقف کو ماننے کیلئے ہرگز تیار نظر نہیں آتا، یہ لوگ شروع ہی سے شرانگیزی میں مبتلا ہیں، بنگلہ دیش کی موجودہ سیاسی فضاء میں پاکستان سے کسی کارشتہ جوڑ دینا یا پاکستان سے کسی کو منسوب کرنا در حقیقت کسی کو ملک کے دشمن باور کرانے کے مترادف ہے، اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے انہوں نے علماء کرام کو پاکستانی ایجنٹ قرار دینا، عالمی شوری کو پاکستانی شوری کا نام دینا اور ان اوچھے ہتھکنڈوں کے ذریعے علماء کرام کو سیاسی اور قومی سطح پر مطعون کرکے ان کے مستقبل کو خطرے سے دوچار کرنے کا سلسلہ بھی علماء کرام کے خلاف جاری رکھا ہوا ہے، اس کے علاوہ ملک و ملت کے محسن ان علماء کرام کو "علماء سوء" دینی مدارس کے علماء، طلبہ کو

دہشت گردی سے ملوث قرار دینے کی مذموم کوشش بھی ان کی طرف سے جاری وساری رہی بہر حال ان جیسے متعدد منفی پروپیگنڈوں کا سلسلہ کو دین کا کام سمجھ کر جاری رکھا جا رہا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۳) حالیہ المیہ اور فساد :

مولانا سعد صاحب نے پچھلے سال اجتماع کے موقع پر "کاکرائیل مسجد "میں اپنے مختصر قیام کے دوران کسی استحقاق کے بغیر بنگلہ دیش کی شوری کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جو فیصلہ دیا تھا اس کے مطابق ۳۰ نومبر سے پانچ روزہ تبلیغی جوڑ اور گیارہ (۱۱) جنوری 2019 سے عالمی اجتماع کے انعقاد کا اعلان تھا، جب کہ پچھلے سال عالمی اجتماع کے دوران عالمی مشورہ کے ذریعے طئے یہ ہوا تھا کہ پانچ روزہ تبلیغی جوڑ مؤرخہ ۷/ دسمبر سے شروع ہو گا اور عالمی تبلیغی اجتماع ۱۸ کو شروع ہو گا، پچھلے سال عالمی اجتماع میں بھی اس فیصلہ کا اعلان کیا گیا تھا، اب مرکزی شوری کی طرف سے تبلیغی جوڑ اور عالمی اجتماع کیلئے جو تاریخیں مقرر ہوئیں اور مولانا سعد صاحب نے بنگلہ دیش کے تبلیغی کام میں بے جا مداخلت کرتے ہوئے جن تاریخوں میں جوڑ اور اجتماع کا اعلان کیا تھا دونوں میں تعارض سامنے آیا، دوسری طرف بنگلہ دیش میں عام انتخابات کیلئے سرکاری طور پر ۳۰/ دسمبر کی تاریخ کا اعلان کیا گیا، ان حالات میں جوڑ اور اجتماع کے سلسلے میں مشورہ کیلئے حکومت کی کال پر خصوصی میٹنگ بلائی گئی، محترم وزیر داخلہ کے زیر صدارت منعقد ہونے والے اس اہم اجلاس میں اعلی افسران کے علاوہ تبلیغی جماعت اور مولانا سعد صاحب کے حامی اطاعتی گروپ کے اہم ذمہ دار اور ملک کے دو معروف عالم دین کو بھی مدعو کیا گیا، جسمیں دو اہم فیصلے ہوئے:-

(۱) پہلا فیصلہ یہ ہوا کہ چونکہ عام انتخابات ۳۰ دسمبر کو ہونے والے ہیں، لہذا ۳۰/ دسمبر سے پہلے دعوت تبلیغ سے وابستہ کوئی بھی فریق جوڑ کا پروگرام نہیں کر سکتا (واضح ہو کہ ہر عالمی اجتماع سے پہلے جوڑ کے عنوان سے خصوصی اجتماع منعقد ہوا کرتا ہے) اور عالمی تبلیغی اجتماع کیلئے حکومت کی طرف سے یہ اپیل کی گئی کہ ۲۰/ جنوری سے پہلے اجتماع نہ کیا جائے، اس فیصلہ کی وجہ سے دونوں فریق کے پانچ پانچ روزہ جوڑ کا پروگرام ملتوی ہو گیا اور مولانا سعد صاحب کے اطاعتی گروپ کا اجتماع بھی منسوخ قرار پایا ہے، البتہ مرکزی شوری نے چونکہ ۱۸/ جنوری سے عالمی اجتماع کے شروع ہونے کا اعلان کیا تھا، اس لئے مرکزی شوری کا عالمی اجتماع برقرار رہا ہے (یہاں یہ ذہن میں رہے کہ اگرچہ ۲۰/ جنوری سے پہلے تک اجتماع نہ کرنے کیلئے حکومت کی طرف سے اپیل کی گئی تھی لیکن ۱۸/ جنوری کی تاریخ گوارہ کر لی گئی، کیونکہ اس اپیل کے پیچھے پیش نظر یہ تھا کہ انتخابات کے بعد ملک کے سیاسی حالات صحیح ہونے میں پندرہ سے بیس دن لگ سکتا ہے لہذا لمبا وقت گزرنے پر اجتماع منعقد کیا جائے، ظاہر ہے کہ ۱۸/ جنوری تک انتخابات کے بعد ملک میں امن و آمان قائم ہو جانے کی توقع ہے) اب چونکہ حکومتی فیصلہ کی روشنی میں اطاعتی گروپ کا جوڑ بھی منسوخ ہو جاتا ہے اور اجتماع بھی اعلان کردہ تاریخ کے مطابق وہ کر نہیں سکتے، اس لئے وہ برہم ہو گئے اور انتہائی مذموم سازشوں کا راستہ انہوں نے اختیار کیا۔

(۲) حکومت کیطرف سے بلائی گئی میٹنگ میں دوسرا فیصلہ یہ کیا گیا کہ چونکہ اطاعتی گروپ نے یہ دعوی کیا کہ مولانا سعد صاحب کی شخصیت پہلے متنازع تھی اب دار العلوم دیوبند نے عدم اعتماد کا فیصلہ واپس لے لیا ہے، اگرچہ ہمارے علم کے مطابق یہ دعوی سراسر غلط اور جھوٹ پر مبنی ہے، لیکن نزاع کو ختم کرنے کی غرض سے میٹنگ میں یہ طئے ہوا کہ اطاعتی گروپ کے دعوے کی تصدیق کیلئے چھ افراد پر مشتمل ایک نمائندہ وفد کو دار العلوم دیوبند بھیجا جائے گا (حالانکہ اس خلاف حقیقت دعوے کی تصدیق کیلئے پچھلے سال دسمبر کے مہینے میں بھی ایک نمائندہ وفد نے دار العلوم دیوبند کا سفر کیا تھا جسمیں مولانا سعد صاحب کے گروپ کے سربراہ بھی تھے) اتمام حجت کیلئے دوبارہ ایک وفد کو دیوبند بھیجے جانے کا فیصلہ کیا گیا، اس وفد کی تشکیل کا کام امید ہے کہ انتخابات کے بعد ہو گا۔

اب صورت حال یہ ہے کہ ڈھاکہ کا ٹونگی میدان جس میں جوڑ اور عالمی اجتماعِ دونوں منعقد ہوتے ہیں وہ میدان بنگلہ دیش کے دعوت و تبلیغ کے اجتماعی دھارے کے ساتھ شامل رفقاء تبلیغ کے کنٹرول اور نگرانی میں حسب معمول ہمیشہ سے ہے اور اسی تسلسل کے مطابق اس وقت بھی بنگلہ دیش کی شوری اور جمہور تبلیغی حضرات کی نگرانی میں میدان میں مختلف قسم کی سرگرمیاں بالخصوص ۱۸ جنوری میں ہونے والا عالمی اجتماع کی تیاری میں منہمک تھے۔

بہر حال ۱۸/ جنوری کو عالمی اجتماع کے منعقد ہونے میں صرف ڈیڑھ ماہ کا کم عرصہ باقی رہ جاتا ہے، ظاہر ہے دنیا کی عظیم ترین اس اجتماع کے "میدان" کو ہموار کرنے اور سامیانے سمیت بے شمار کام جو "میدان" سے متعلق ہیں انہیں سرانجام دینے اور اختتام تک پہنچانے کیلئے "میدان اجتماع" میں کام اور خدمت کے ساتھیوں کے آنے جانے کا سلسلہ جاری تھا اس میں کوئی اچھنبے کی بات بھی نہیں تھی، کیونکہ ماضی میں بھی ہر سال اجتماع سے پہلے علماء، طلباء اور عام تبلیغی ساتھی بڑی تعداد میں آتے رہے ہیں، چنانچہ حسب معمول اس سال بھی یکم دسمبر کو "میدان" کی تیاری کے سلسلے میں علماء، طلباء اور تبلیغی ساتھی بڑی تعداد میں میدان میں موجود تھے، واضح رہے کہ یہ تفصیل اس لئے بیان کرنیکی ضرورت پڑی کہ مولانا سعد صاحب کے حامی اطاعتی گروپ سے وابستہ لوگ اپنے دہشت گردانہ حملے کے سنگین جرم کو ہلکا کرنے کیلئے یہ سفید جھوٹ پھلاتے ہوئے بھی شرما نہیں رہے ہے، کہ میدان پر قبضہ جمانے کیلئے علماء کرام، طلباء دینی مدارس اور تبلیغی ساتھی میدان میں جمع ہوئے تھے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس میدان میں تو پورے سال سے حقیقی تبلیغی ساتھیوں کے مختلف اعمال جاری ہے، دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اطاعتی گروپ (مولانا سعد صاحب کا گروپ) کی طرف سے ایک سال پہلے مولانا سعد صاحب نے بے جا مداخلت کرتے ہوئے ۳۰/ نومبر کو "جوڑ" اور عالمی اجتماع کیلئے ۱۱/ جنوری کی تاریخ کا جو اعلان کیا تھا ان دونوں اعلانات کا اثر حکومتی فیصلہ کی وجہ سے خود بخود ختم ہو جاتا ہے، جیسا کہ اوپر مذکور رہے، یہاں "اطاعتی گروپ" کی چند در چند غلط فہمیاں سامنے آتی ہیں، پہلی بات یہ ہے کہ میدان میں عالمی اجتماع" کی تیاری کے سلسلہ میں ہونے والے کاموں کے بارے میں انکو شائد غلط فہمی ہوئی کہ بنگلہ دیش کی مرکزی شوری والے شائدے/ دسمبر کو "جوڑ" کی تیاری کر رہے ہیں، اس غلط فہمی کی بنیاد پر انہوں نے یہ ضروری سمجھا کہ

حکومتی پابندی کو توڑ کر ۳۰/نومبر کو اپنے جوڑ کا اعلان کر دیا جائے، چنانچہ سوچے سمجھے حکومتی فیصلہ کو توڑتے ہوئے انہوں نے اپنا "جوڑ" ۳۰/نومبر کو ہونے کا اعلان کر دیا، جو ناحق تھا اور حکومت کی پابندی کی خلاف ورزی بھی تھی، پھر یہاں سوچ نے کی بات یہ بھی ہے کہ ۳۰/نومبر کو سرکاری پابندی توڑتے ہوئے جوڑ اگر کرنا بھی تھا تو اسکے لئے میدان کی تیاری میں ایک مہینہ کا وقت درکار ہوتا ہے لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ میدان کی تیاری کے سلسلہ میں نہ اپنے اعلان کردہ جوڑ کی تاریخ سے پہلے میدان میں آئے اور نہ جوڑ کے دن آئے اسکے بجائے وہ یکم دسمبر سنیچر کے دن آئے اور آنے کیلئے طریقہ یہ اختیار کیا کہ یکم دسمبر کی رات کو وہ میدان کے آس پاس اپنے لوگوں کو جمع کرتے رہے اور یکم دسمبر صبح گیارہ بجے ہزاروں کی تعداد میں لوگ اجتماع کے میدان کے دروازوں کو توڑتے ہوئے زبردستی میدان میں داخل ہوئے، عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ روپاش قسم کے لوگوں اور دہشت گردوں کو بھی یہ ساتھ لیکر آئے، ہاتھ میں لاٹھیاں، ڈنڈے اور لوہے کی دھاری دار چیزیں تھیں، اپنے لوگوں کی پہچان برقرار رکھنے کیلئے بازؤوں میں انہوں نے سبز اور سیاہ کپڑے باندھے ہوئے تھے، ادھر اجتماع گاہ میں کام کیلئے دینی مدارس کے نہتے طلباء اور علماء بڑی تعداد میں موجود تھے، اپنی دہشت گردانہ کاروائیوں کیلئے یہ میدان میں علماء و طلباء عظام پر ٹوٹ پڑے اس افسوسناک حملے کے نتیجے میں طالبان دین لہولہاں ہوئے، ڈنڈوں سے علماء و طلبہ کے سر پھٹے اور ان کے جسموں پر ایسے گھاؤ لگائے گئے کہ ان زخموں کو آنکھوں سے دیکھنے کی تاب لانا مشکل ہے، یوں پانچ ہزار سے زائد علماء، طلباء اور تبلیغی ساتھی شدید زخمی ہوئے، ان دہشت گردوں نے بعض طلباء کو گم بھی کر دیا ہے جنکا ابھی تک کوئی پتہ نہیں چل سکا کہ کہاں ہیں، ان زخم کھانے والے بعض کی دل ہلا دینے والی تصاویر شوشل میڈیاں پر دیکھی جاسکتی ہیں، جس سے اس افسوسناک، شرمناک اور بہیمانہ حملہ کی سنگینی اور ظلم و بربریت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، تبلیغ و دعوت کے نام پر ایسا ظالمانہ، سفاکانہ اور شرمناک حملہ تاریخ کا ایک المناک باب ہے، ٹونگی کے علاقے اور ڈھاکہ کے متعدد ہسپتال کا معاینہ کرکے بھی اس دہشت گردانہ کاروائی کی حقیقت کا ثبوت مہیا ہو سکتا ہے۔

<u>چند سوالات</u>

(۱) ٹونگی میدان میں اس دن ۵۰۰۰ ہزار کے لگ بھگ افراد عالمی اجتماع کی تیاری کے کام میں پہلے سے مشغول تھے، ان میں زیادہ تر علماء و طلبہ تھے، جو تقریبا ایک مہینے پہلے سے باری باری آرہے تھے، یہ وہ افراد تھے جو اکابر علماء کرام اور بنگلہ دیش کی مرکزی شوری کے زیر اہتمام حقیقی تبلیغی ساتھی اور کارکن کی حیثیت سے "میدان" کا انتظام سنبھالے ہوئے تھے جبکہ "اطاعتی گروپ" کہلانے والے افراد پچھلے ایک سال سے میدان اور کام سے لاتعلق تھے، اجتماع کے میدان میں پورے سال سے انکا کوئی عمل دخل نہیں تھا، کبھی ایک دن کے لئے بھی گذشتہ ایک سال سے وہ میدان اجتماع میں نہیں آئے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یکم دسمبر کے دن اچانک یہ لوگ کہاں سے آگئے؟ کیوں انہوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ نہتے علماء و طلبہ اور تبلیغی ساتھیوں پر حملہ کیا؟ کیوں میدان کے تمام دروازوں کو بری طرح توڑا؟ اجتماع گاہ کے اندر موجود مکانات اور مہمان

خانے میں آگ لگا کر انہیں جلانے کی سازش تیار کی؟ اس حملہ اور کشت وخون کا ذمہ دار کون ہے؟ جو علماء و طلبہ اور بزرگان تبلیغ پہلے سے میدان میں حسب معمول کام کرتے چلے آرہے تھے اور اس مقصد کے لئے موجود تھے کیا وہ ذمہ دار ہو سکتے ہیں؟ یا موجود حضرات پر باہر سے آکر حملہ کرنے والے اطاعتی گروپ کہلانے والے اس المناک سانحے کے ذمہ دار ہیں، امت مسلمہ کے ضمیر کی عدالت سے ہم اسکا فیصلہ مانگتے ہیں۔

(۲) یکم دسمبر کو اس میدان میں "اطاعتی جماعت" کہلانے والوں کا کوئی پروگرام طئے شدہ نہیں تھا، نہ اس تاریخ کی بنیاد پر کوئی اعلان انہوں نے کیا ہوا تھا اور آگر چہ انہوں نے ۳۰/نومبر سے اپنے "جوڑ" کا اعلان پہلے کیا تھا لیکن اسطرح کا اعلان بنگلہ دیش کی مرکزی تبلیغی شوری اور حکومت کی پابندی کے خلاف تھا، اب یکم دسمبر کو اچانک مسلح ہو کر قاتلانہ انداز میں حملہ کیوں کیا گیا؟ جن پر حملہ کیا گیا وہ بھی تو تبلیغی ساتھی تھے حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فرزند تھے اسلام دشمن کوئی طاقت تو یہاں مصروف کار نہیں تھی، بلکہ ان کی اکثریت علماء صلحاء اور طلباء علم دین کی تھی، کیا ایسے حضرات پر حملہ کرنے کا کوئی ادنی جواز کسی بھی طرح ہو سکتا ہے؟

(۳) تبلیغی جوڑ میں آنے والے تو بستر وغیرہ اشیاء ضرورت لیکر اجتماع گاہ آیا کرتے ہیں، اب جو لوگ دعوی تو یہ کر رہے ہیں کہ جوڑ کے لئے آئے ہیں اور ہاتھ میں ان کے لاٹھیاں، ڈانڈے اور لوہے کے اوزار و اسلحے ہوں، ایسے لوگ تبلیغی کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں؟ ایسے افراد کو حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی اولاد کہا جاسکتا ہے؟ مولانا سعد صاحب کے نام لیوا ان افراد کو کیا کہنا چاہتے، اسکے فیصلہ ہم امت پر چھوڑتے ہیں۔

(۴) حکومت تبلیغ کی مرکزی شوری اور اطاعتی گروپ سب کا اجتماعی فیصلہ تو یہ ہوا تھا کہ جوڑ نہیں ہوگا، پھر یہ لوگ یکم دسمبر کو کس مقصد کے لئے آئے اور زبردستی میدان میں داخل ہوئے؟ کیوں اس مبارک میدان کو انہوں نے علماء، طلبہ اور مبلغین کے خون سے رنگین کیا؟ یہ کونسا دین اور کونسی تبلیغ ہے؟ ہر انصاف پسند سے ہمارا یہ سوال ہے؟

(۵) اگر تبلیغی جوڑ کا انعقاد ہی انکے پیش نظر تھا اور اس مقصد کے لئے یہ لوگ صحیح نیت کے ساتھ آئے ہوئے تھے تو یہ الٹیمیٹم دے سکتے تھے کہ ہم لوگ یہاں پانچ روزہ جوڑ کریں گے، آپ لوگ میدان خالی کر کے چلے جائیں ایسے اعلان کے باوجود اگر علماء و طلبہ میدان پر قابض رہتے تو بھی کچھ دیر کے لئے انکی زبان پر شائد الزام زیب دیتا، لیکن ان میں سے کوئی ایک کام بھی نہیں کیا اور اچانک یکم دسمبر کو ٹونگی میدان میں قاتلانہ حملہ کر کے علماء، طلبہ اور مبلغین کو شدید زخمی کیا اور ہزار سے زیادہ معصوم افراد کو خون سے نہلا کر یہ صرف چار گھنٹے کے اندر میدان سے بھاگ نکلے، کیا اس کا یہ واضح مطلب نہیں نکلتا کہ جوڑ یا اجتماع ان لوگوں کا کوئی مقصد نہیں تھا، اس کے بجائے اہل حق علماء کرام کا قتل اور ان کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگنا ان کا واحد مقصد تھا، کیا علماء دین کے بارے میں "علماء سوء" ہونے کا فتوی دیکر انکا وجود ختم کر دینا کیا بنگلہ دیش کے فرقۂ سعدیہ کا لائحۂ عمل ہے؟

پانچ سو کے لگ بھگ ایسے علماء، طلبہ اور مبلغین سے ہمارا رابطہ ہوا جو ان دہشت گردوں کے حملوں کے شکار ہوئے اور حملہ کے دوران ان سے زبردستی یہ کہلوایا گیا کہ "کہوں! مولانا سعد حضرت جی ہیں" "کہوں! مولانا سعد عالمی امیر ہیں" (العیاذ باللہ) ہر دہشت گرد کے

بازو میں (جیسا کہ دہشت گردوں کی نشانی کے طور پر بازوں میں پٹی بندھی ہوئی ہوتی ہے، ایسی ہی) کپڑے کی پٹی باندھی ہوئی تھی، سوال یہ ہے کہ یہ کس بات کی نشانی ہے؟ مارتے اور حملہ کرتے ہوئے یہ بھی کہا گیا کہ "مارتے رہو، قتل کردو، یہ سارے علماء سوء ہیں، انکو قتل کرنے سے ثواب ملیگا" (استغفر اللہ) سوال یہ ہے کہ علماء سوء ہونے کا اشارہ انکو کہاں سے ملا؟

خلاصہ کلام:

(۱) ٹونگی میدان میں یکم دسمبر علماء دین و مبلغین اسلام پر چار گھنٹہ کا جارحانہ حملہ در حقیقت میدان کربلا میں یزیدی گروہ کا نواسہ رسول ﷺ حضرت حسین رضی اللہ عنہم اور انکے اصحاب پر قاتلانہ حملہ کا ایک نیا باب ہے۔

(۲) یہ قاتلانہ حملہ مولانا سعد کے متبعین کا حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی فرزندوں پر حملہ تھا۔

(۳) یہ حملہ در حقیقت فرقۂ سعدیہ جیسے جہلائے دین کا اکابر و مشائخ دیوبند کے خلاف ایک محاذ جنگ ہے تاکہ دنیا میں جہلاء و غیر مقلدین کی قیادت چلائی جائے اور علماء حق کی سیادت سے انسان کو محروم کیا جائے۔

(۴) یہ حملہ یہودی لابی جیسے دشمنان اسلام کا اہل سنت والجماعت اور حاملین دین وملت کو ملیامٹ کرنے کیلئے حملہ تھا۔

(۵) یہ حملہ دعوت و تبلیغ جیسے عظیم عالمی کام کو بدنام کرکے یہودی و نصاری کی میشن پورا کرنے کا حملہ تھا۔

(٦) یہ حملہ تبلیغ کے عالمی اجتماع کو ہمیشہ کیلئے سرزمین بنگلہ دیش سے ختم کرنے کا حملہ تھا (جو انشاء اللہ یقینا ناکام اور شرمندہ خواب بن کررہے گا)

اللہ تعالی خوش رکھے مولانا سعد صاحب اور انکے پیروکاروں کو جو علماء دین کی خون سے ٹونگی میدان رنگین ہوتے دیکھ کر مظلوم علماء دین کو تسلی کے چند کلمات سے نوازنا بھی ضروری نہ سمجھا، اگر وہ دعوت تبلیغ کے رہنما ہوتے اس بارے میں ضرور کچھ کہنا چاہئے تھا مگر وہ خاموش ہے، شائد وہ اپنے کو فاتح و کامیاب اور سعادت مند سمجھ رہے ہوں گے، عنقریب اس کے نتائج بھی سامنے انا شروع ہوگا، ان شاء اللہ۔

فسوف تری اذا انکشف الغبار * افرس تحت رجلک ام حمار

از طرف

بندہ محمد میزان الرحمن سعید

رئیس مرکز الشیخ زکریا للبحوث الاسلامیہ

ڈھاکہ بنگلہ دیش

۱/۴/۱۴۴۰ھ